اسلام میں تعلیمِ نسواں کی اہمیت وضرورت: ایک تحقیقی مطالعہ

Need And Significance of Women's Education in Islam: A Research Study

مہرالنساء شیخ[1]

ABSTRACT

In Islam, knowledge, its acquisition and application is a fundamental requirement for all Muslims to enable them to believe, think, and act according to the principles of the religion. However, differences in style of interpretation of the Qur'an have led to text being interpreted against its own fundamental worldview. n another verse in the Quran, God says:(This is) a Book (the Quran) which We have sent down to you, full of blessings that they may ponder over its Verses, and that men of understanding may remember. (38:29-It is important to mention that the word "men" in the above verse refers to humankind as it does so in several other places in the Quran when God addresses humanity. These and other verses inform the readers that engaging in critical thinking is a moral obligation on both men and women. The Quran repetitively reminds people to ponder, think, analyze, thus using their mind power to contemplate and understand, whilst making no distinction between men and women. Based on analysis of selected verses, this article argues that the worldview of the Qur'an places importance on gaining knowledge of different kinds to fulfill divine requirements as well as all forms of human endeavor.

KEY WORDS*:* ***Knowledge, Women, Education Islam ,Quran, Hadith.***

انسانی معاشرہ کی تعمیر وترقی کے لئے تعلیم و تربیت، علم و آگہی اور شعور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ طبقہ نسواں معاشرے کا نصف حصہ ہے۔ لہٰذا اس طبقہ نسواں کی تعلیم و تربیت معاشرے کی صلاح و فلاح کے لئے ازبس ضروری اور ناگزیر ہے۔ لفظ تعلیم و تربیت دو اجزاء سے مرکب ہے۔ ایک تعلیم، یعنی زندگی گزارنے کے لئے بنیادی اوصاف کا شعور دینا، سکھانا، پڑھانا، معلومات بہم پہنچانا اور دوسرا لفظ 'تربیت' ہے جس سے مراد پرورش کرنا، اچھی عادات، یعنی فضائل اخلاق سکھانا اور رذائل اخلاق سے بچانا اور بچوں میں خداخوفی اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ لہٰذا تعلیم اور تربیت دونوں اسلام میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

---

[1] ریسرچ اسکالر، شعبہ تقابل ادیان وثقافت اسلامیہ، جامعہ سندھ جام شورو۔

اسلام میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام:

قبل از اسلام جاہلی معاشروں میں عورت ہر قسم کے حق سے محروم تھی۔ جہاں عورت زندگی کے حق سے ہی محروم ہو، وہاں اس کے پڑھنے لکھنے کے حق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اسلام نے جہاں عورت کو اعلیٰ و ارفع مقام دیا وہاں اس پر ایک احسان یہ بھی فرمایا کہ اسے درس و تدریس اور تعلیم و تربیت میں مردوں کے برابر مکلف قرار دیا۔ چونکہ شریعتِ اسلامی کے مخاطب مرد اور عورت دونوں ہیں۔ دینی احکام دونوں پر واجب ہیں اور روزِ قیامت مردوں کی طرح عورتیں بھی ربّ العالمین کے سامنے جواب دہ ہیں۔ لہٰذا عورتوں کے لئے بھی حصولِ علم جو اُن کو بنیادی دینی اُمور کی تعلیم دے اور احکامِ اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھائے وہ ان کے لئے فرضِ عین قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضور نے ابتدا ہی سے خواتین کی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ نے سورۃ البقرۃ کی آیات کے متعلق فرمایا: تم خود بھی ان کو سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ، تربیت کے لئے اپنی خدمت میں حاضر ہونے والے وفدوں کو آپ ﷺ نے تلقین فرماتے ہوئے کہا کہ: تم اپنے گھروں میں واپس جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، ان کو دین کی تعلیم دو اور ان سے احکامِ دینی پر عمل کراؤ۔[2] آپ کا فرمان ہے: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کی اچھی تعلیم و تربیت کی، ان سے حسن سلوک کیا، پھر ان کا نکاح کر دیا تو اس کے لئے جنت ہے۔[3] رسولِ اکرم ﷺ کے تبلیغی مشن میں ہفتہ میں ایک دن صرف خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس دن خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ سے مختلف قسم کے سوالات اور روزمرہ مسائل پوچھتیں۔ نمازِ عید کے بعد آپ ان سے الگ سے خطاب کرتے۔ اُمہات المؤمنین کو بھی آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ وہ مسلم خواتین کو دینی مسائل سے آگاہ کیا کریں۔ پھر آپ نے خواتین کے لئے کتابت یعنی لکھنے کی بھی تاکید فرمائی۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ لکھنا جانتی تھیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ

[2] بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، ح:63، الریاض، دارالسلام، طبع دوم، 1999ء

[3] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد، ح:۵۱۴۷ الریاض، دارالسلام، طبع دوم، 1999ء

عنہا کو بھی لکھنا سکھادو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی لکھنا سکھا دیا۔ آہستہ آہستہ خواتین میں لکھنے اور پڑھنے کا اہتمام اور ذوق و شوق بہت بڑھ گیا۔ عہدِ نبوی کے بعد خلفاے راشدین کے مبارک دور میں بھی خواتین کی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ حضرت عمر بن خطاب نے اپنی مملکت کے تمام اطراف میں یہ فرمان جاری کر دیا تھا: علّموا انساؤکم سورۃ النور: اپنی خواتین کو سورۃ النور ضرور سکھاؤ کہ اس میں خانگی زندگی اور معاشرتی زندگی کے متعلق بے شمار مسائل واَحکام موجود ہیں۔"

عہد رسالت میں عورتوں کی تعلیم کے لیے خصوصی اہتمام:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عورتوں کی تعلیم کا اہتمام فرماتے تھے اور ان کی خواہش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باضابطہ ان کے لیے ایک دن مقرر کر دیا تھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ پر مرد غالب آگئے ہیں اس لیے ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک دن مقرر کر دیا جس میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گی پھر آپ نے ان کو واعظ فرمایا اور ان کو احکام سکھائے۔ حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ بڑی متقی اور سمجھدار خاتون تھیں انہیں ایک دفعہ عورتوں نے اپنی طرف سے ترجمان بنا کر آپ کے پاس بھیجا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ نے آپ صلی اللہ وسلم کو مرد اور عورت دونوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے ہم بھی آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی مگر ہم عورتیں پردہ نشین ہیں گھروں میں رہنا ہوتا ہے ہم حتی الامکان اپنے مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں ان کی اولاد کی پرورش کرتے ہیں ادھر مرد مسجدوں میں باجماعت نماز نماز ادا کرتے ہیں جہاد میں شریک ہوتے ہیں جس کی بنا پر ان کو ہم سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن ہم عورتیں انکی غیر موجودگی میں ان کے اموال اور اولاد کی حفاظت کرتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر وثواب میں مردوں کے ہم عصر ہوسکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء کی بصیرت بھری بات سن کر صحابہ کی طرف رخ کیا اور ان سے پوچھا اسماء سے پہلے دین کے متعلق کسی عورت سے اتنا عمدہ سوال سنا ہے؟ صحابہ نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ وسلم نے اسماء سے فرمایا کہ جاؤ اور ان عورتوں سے کہہ دو کہ آپ میں سے کسی کا اپنے شوہر کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا اس کی خوشنودی حاصل کرنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا آپ کی ذکر کردہ تمام نیکیوں

کے اجر وثواب کے لحاظ سے برابر ہے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے خوشخبری سن کر حضرت اسماء کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا اور یہ اچھی خبر دوسری عورتوں کو بھی سنائی۔[4] لہٰذا عہد رسالت میں مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اتعلیم دی جاتی تھی۔ ان کا پڑھنا اور سمجھنا کسی کنبے اور کسی ذات کے لوگوں کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا۔ عہد نبوی میں مدینہ منورہ ہی میں مسجد نبوی کے علاوہ نو مساجد تھیں، جن میں سے ہر ایک میں مدرسہ بھی تھا اور اہل محلہ وہیں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ابن حزم کے مطابق صحابیات میں سے بیس کے قریب صاحب فتویٰ تھیں۔ شفاء بنت عبد اللہ، جو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی رشتہ دار تھیں کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔

آپ ﷺ کی اسی توجہ اور تعلیم کا نتیجہ تھا کہ نہایت قلیل عرصہ میں صحابیات کی ایک کثیر تعداد مختلف علوم میں ماہر ہو گئی۔ حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنھما نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا[5] حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا قرآن مجید کا درس دیا کرتی تھیں[6] صحابیات کی ایک کثیر تعداد نے آپ ﷺ سے احادیث کی روایت بھی کی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا تفسیر، حدیث، طب کے علاوہ فقہ میں مجتہدین صحابہ میں شمار کی جاتی تھیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت رفیدہ اسلمیہ فن طب میں شہرت رکھتی تھیں اور ان کا خیمہ جس میں سامان جراحی ہوتا تھا، مسجد نبوی کے پاس تھا۔[7]

چند نامور مسلم خواتین اور ان کا علمی معیار:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام رضوان اللہ عنھما کے چھ بڑے محدثین میں اور سات بڑے مفتیان میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کی روایتوں کی تعداد 2210 تک شمار کی گئی ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی تقریروں کو کو نہایت صحت کے ساتھ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتی تھیں اور ان سے مسائل اخذ کرنے کی غیر معمولی

---

4 مبارکپوری۔ مولانا اطہر۔ خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات۔ ص:14، ناشر: احمد اکیڈمی، مکی مسجد علامہ اقبال روڈ لاہور۔

5 عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی: فتح الباری، قاہرہ، دار الریان التراث، طبع: دوم، 1987ء، ج:9، ص:47۔

6 ابن سعد محمد، کتاب طبقات الکبریٰ، لیدن، م: بریل، 1321ھ، ج:5، ص:576۔

7 سید محمد سلیم۔ پروفیسر، مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ط: سوم، پ، ص22-25

صلاحیت رکھتی تھیں۔[8] آپ فتویٰ بھی جاری فرماتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے معاصر مفتیوں یعنی حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جیسے چوٹی کے صحابہ کے فتاویٰ پر نقد کی اور ان کے مقابلے میں فتاویٰ صادر کیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو فتوے اپنے معاصر مفتیوں کے فتوؤں پر نقد کر کے دیے وہ امام سیوطیؒ نے اپنے اس رسالے " الاصابة فی ما استدركت عائشة علی الصحابة " میں جمع کیے ہیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً چالیس سال تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول رہا کہ وہ اپنے حجرے میں صبح نماز کے بعد اپنے معمولات اور اشراق وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنی مسند پر بیٹھ جاتیں۔ طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ لوگ کمرے کے اندر پردے کے دوسری طرف بیٹھ جاتے۔ کوئی قرآن کریم کی آیت کا مطلب پوچھتا، کوئی کسی حدیث کے متعلق دریافت کرتا، کوئی وراثت کا مسئلہ پوچھتا اور کوئی اپنے کسی شرعی معاملے میں راہنمائی لیتا۔ چنانچہ ظہر تک یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ کم و بیش چار عشروں تک ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول رہا۔ جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے سب سے زیادہ استفادہ کیا میں اس وقت ان میں سے چند افراد کا حوالہ دوں گا۔ ایک تو حضرت عروہ بن زبیرؓ ہیں جو کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ دوسرے حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمدؒ، اور تیسری وہ خاتون عمرةؒ بنت عبد الرحمن جن کا میں نے پہلے ذکر کیا۔ ان تینوں کو حضرت عائشہؓ کے علوم کا وارث سمجھا جاتا ہے۔ عروہؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، عرب قبائل کے نسب نامے، شعر و ادب، وراثت اور طب، ان علوم میں حضرت عائشہؓ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ جتنے اشعار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یاد تھے اس زمانے میں شاید کسی اور کو اتنے یاد ہوں۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ تابعین کے امام سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا: آپ سے سن دو ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عقد نکاح ہوا اسلامی علوم میں ان کا درجہ بلند ہے انہوں نے گھر پر ایک مدرسہ کھولا تھا جس میں وہ قرآن فن قرآت، تفسیر،

[8] وحید الدین خان، خاتون اسلام، لاہور، دار التذکیر، 2008ط:ن، ص:129

حدیث کی تعلیم دیتی تھیں انکے مدرسے سے فارغ ہو کر بعض لوگ بڑے عالم ہوئے۔ فن قرآت میں اہل مدینہ کے امام شیبہ بن نصاح ہیں۔ اہل مدینہ نے ان سے فن قرات کا فیض حاصل کیا تھا مدینہ کے دوسرے بڑے قاری نافع مولا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔نافع غلام تو حضرت عبداللہ بن عمر کے تھے مگر قرات کی تعلیم انہوں نے حضرت ام سلمہ سے حاصل کی۔اس طرح اہل مدینہ میں فن تجوید اور قراءت کا فیضان حضرت ام سلمہ کے ذریعے پھیلا ہے۔ان کے گھر میں ایک باندی تھی جس کا نام خیرہ تھا ان کی تعلیم و تربیت بھی حضرت ام سلمہ رضہ نے کی تھی وہ بڑی فاضلہ خاتون تھی وہ عورتوں کو گھر پہ جمع کرتیں اور پھر ان کو وعظ و نصیحت کرتیں اپنے دور کی وہ مشہور واعظہ خاتون تھیں اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسی خیرۃ کے صاحب زادے مشہور و معروف جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری تھے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا: آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی تھیں بیوہ ہو جانے کے بعد سن 3 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آئیں تھیں آپ بڑی عابدہ ذاہدہ خاتون تھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل میں مدون فرمایا تو اس مقدس کتاب کی امانت دار یہی خاتون تھیں ان کے عزیز رشتے دار ان سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔45ھ میں ان کا انتقال ہو گیا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا: آپ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تعلیم و تربیت میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا ان کی غلام یسار تھے ان کے چار لڑکے تھے اور سلیمان بن یسار مسلم بن یسار اور عبد المالک بن یسار حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تربیت و تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ یہ غلام آزاد بہت بڑے عالم بن گئے ان چاروں کا شمار مدینہ کے فقہاء میں شمار ہوتا ہے۔آپ کا انتقال سن 37ھ میں ہوا اس کے علاوہ دیگر صحابیات بھی اشاعت علم میں مشغول رہتی تھیں۔

حضرت زینب بنت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر سے لڑکی تھی۔ان کی تعلیم و تربیت حضرت ام سلمہ نے کی تھی ان کا شمار بھی فقہاء مدینہ میں ہوتا تھا مشہور تابعی ابو رافع کا بیان ہے کہ:"زینب بنت ام سلمہ اس زمانے میں مدینے کی سب سے بڑی فقیہہ خاتون ہیں"۔مختلف لوگوں نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے کہ امام زین العابدین بھی ان سے روایت کرتے ہیں 73ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ام درداء رضی اللہ عنہا: آپ مشہور صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجہ ہیں۔عالمہ عابدہ اور زاہد ہ آتے فقیہہ اور عقل مند خاتون تھیں بہت سے صحابہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں ابو درداء کے مدرسے میں بچوں اور بچیوں کو یہ تختی لکھاتی تھیں۔یہ لکھنا بھی کوب جانتی تھیں۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا: آپ آغاز اسلام میں ہی اسلام کی دولت سے بہرہ مند ہو گئی تھی۔مکے سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔بڑی صاحب کمال خاتون تھی۔حافظ ابن عبد البر ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ حسن و جمال کے ساتھ عقل و کمال میں بھی ممتاز تھیں۔اسی خاتون کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت عمر رضہ کے انتقال کے بعد نئے امیر کو منتخب کرنے کے لیے اصحاب شوری کی مجلس ان کے گھر میں منعقد ہوئی تھی۔بہت سے تابعین نے ان سے احدیث روایت کی ہیں۔

عمرہ بنت عبد الرحمن انصاری رضی اللہ عنہا: تابعیات کے زمرے میں عمرہ رضہ کا درجہ اشاعت علم بہت بلند ہے ۔ان کی تعلیم و تربیت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمائی تھی اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی کے علوم کی حافظہ اور ان کی روایات کی جامع تھیں ۔ خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ نے جب تدوین احادیث کی مہم جاری کیں تو مدینہ کے عمل کو خاص طور پر حکم دیا کہ وہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن کی روایات جمع کریں جو دراصل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایات کی جامع تھیں خلیفہ عمر بن عبد العریز(99-102ھ) نے جب تدوین احادیث کی مہم جاری کی تو مدینے کے عوامل کو خاص طور پر حکم دیا کہ وہ عمرہ بنت عبد الرحمان کی روایات ضرور جمع کریں۔جو دراصل حضرت عائشہ رضہ کی روایات تھیں۔ان کا انتقال 102 ہجری میں ہوا ہے۔بنی ہاشم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجہ ام الفضل اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بہن ام ہانی نے بھی اشاعت علم بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔

تعلیم نسواں اور مغربی تعلیم:

اہل مغرب نے آج سے دو صدیاں قبل تعلیم نسواں کا نعرہ بلند کیا،اس سے پہلے مغربی خاتون حیوانوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی تھی۔ سب سے پہلے نپولین نے نعرہ بلند کیا" مجھے پڑھی لکھی مائیں دو، میں تم کو ترقی یافتہ قوم دوں گا۔"

آج مغربی تہذیب دنیا میں بالا دست ہے۔ اس لئے اہل مغرب مختلف حیلوں سے اسی مغربی بے خدا تعلیم اور ملحدانہ افکار کو اسلامی معاشروں میں رائج کرنا اپنا فرضِ اوّلین سمجھتے ہیں۔ وہ برابر دو صدیوں سے اس کام میں مصروف ہیں۔ لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم نے مسلمانوں کے اندر دین بیزاری اور الحاد کے بیج بونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آغاز میں مسلم اہل درد مفکرین و دانشوروں نے خواتین کو مغربی تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کی بہت کوشش کی۔ علامہ اقبال نے بہت دردمندی سے قوم کو انتباہ کیا:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

لیکن مسلمان اپنی سیاسی، ایمانی اور اخلاقی کمزوریوں کے باعث اہل مغرب کے سامنے پسپا ہوتے چلے گئے۔ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان اسلامی معاشرہ میں اہل مغرب کے لبرل اثرات کو تعلیم نسواں کے پردے میں پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

قوم کی وہ بیٹیاں جن کو بننا تھا بتول مدرسوں میں سیکھتی ہیں ناچ گانوں کے اُصول

اب اہل مغرب کا دعویٰ یہ ہے کہ کسی دور میں اسلام نے عورت کو واقعی حقوق دیے تھے، مگر وہ تو اب فرسودہ بات ہو چکی۔ آج کے دور میں وہ تہذیب اور تعلیم بے کار ہے۔ آج ترقی کے مدارج طے کرنے کے لئے تمہیں عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے نکالنا ہو گا۔ اس کو گھر داری کے روایتی کردار کے بجائے معاشی و سیاسی میدانوں میں اپنا برابر کا حصہ ڈالنا ہو گا۔ ہر عورت کمائے، آخر یہ پچاس فیصد آبادی کیوں بیکار گھروں میں پڑی رہے۔ پھر خواتین ملکی سیاست میں بھی پچاس فیصد نمائندگی کریں۔ اگر پچاس فیصد ممکن نہیں تو کم از کم ۳۳ فیصد؛ یعنی عورت کی سیاسی اداروں میں شرکت ۳۳ فیصد لازمی ہونی چاہئے۔ عورت اور مرد کے لئے الگ الگ ادارے بنانے کا کون سا جواز ہے۔ ہر جگہ مرد اور عورتیں مل کر پڑھیں اور کام کریں۔ غرض ہر جگہ اور ہر پلیٹ فارم پر عورت بنی سجی مردوں کے پہلو بہ پہلو موجود، اپنی معاش خود کمانے میں مشغول ہو۔ وہ والدین کی سرپرستی سے نکل کر اپنے نکاح، طلاق اور ملازمت وغیرہ کے مسائل خود ہی طے کیا کریں۔ ہر عورت کو اتنا بااختیار ضرور بنانا چاہئے کہ اس پر والدین، باپ، شوہر، بھائی وغیرہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

چنانچہ آج اہل مغرب کی طرف سے اسلام پر عورت کے حوالے سے بے شمار اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ وہ فلموں، پرنٹ میڈیا، ٹی وی وغیرہ پر ہر وقت اسلام کی معاشرتی تعلیمات پر طعن کرتے رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کیا یہی اہل

مغرب کا تعمیر قوم کا تصور ہے کہ عورت اپنے بنیادی فرائض اور خانگی اُمور کو چھوڑ کر کمانے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے اور دوسری طرف گھر میں ماں بچے، شوہر اور بیوی میں کشمکش شروع ہو جائے۔ بقول علامہ اقبال

کیا یہی ہے فرنگی معاشرے کا کمال   مرد بے کار و زن تہی آغوش

مغربی تعلیم کا مقصد

اہل مغرب کے پیش نظر چونکہ ہر کام کا مقصد و منشا ماڈی اغراض ہوتی ہیں، لہٰذا مغرب میں تعلیم دینے کا مقصد محض اور محض ماڈی ہوتا ہے۔ وہ انسان کو صرف معاش کمانے اور خواہشات کی تسکین کا مقصد دیتا ہے۔ لہٰذا وہ معاوضے کو بھی تن خواہ (یعنی جسم کی خواہش اور ضرورت) قرار دیتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں میں بھی مغربی تعلیم بیش قیمت ملازمتوں کے حصول کے پردے میں دی گئی۔ پہلے ان پر کاری وار کر کے ان کے معاش کے دروازے بند کئے گئے۔ پھر اپنی تعلیم کے ذریعے ان کو ملازمتوں کا فریب دیا گیا۔

آج کل گلوبلائزیشن کا دور ہے۔ امریکہ تمام دنیا سے اپنے معاشی فوائد سمیٹنا چاہتا ہے، اس کا منشا یہ ہے کہ WTO ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے تحت جب وہ مسلم ممالک میں داخل ہوں وہاں اسے اپنی مصنوعات کی خاطر سستی لیبر مل سکے۔ وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب خواتین گھروں سے باہر ملازمتوں کے حصول کے لئے موجود ہوں۔ اگر عورتیں پردہ دار اور گھروں میں بیٹھنے والی ہوں تو ان کے مفادات پورے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ وہ اپنے معاشی مفاد کی خاطر بھی عورتوں کو گھروں سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اسی چیز کو علامہ اکبر الہ آبادی نے کتنی خوبصورتی سے یوں بیان کیا ہے

مذہب چھوڑو، ملت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ
صرف کلرکی کی اُمید اور اتنی مصیبت توبہ! توبہ!

گویا اہل مغرب کا تعلیم نسواں کا مقصد بھی اسلام کے مقصد سے یکسر متصادم اور مختلف ہے۔ لہٰذا نتائج بھی مختلف ہونے لازمی ہیں۔ اس وقت مغربی تعلیم یافتہ طبقے میں صرف مال زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کا ایک جنون طاری ہے۔ کہیں ایک غیر مسلم اور ایک مسلمان طالبہ کھڑی ہوں تو دونوں کا لباس اور گفتگو کا انداز بالکل یکساں ہو گا۔ یہ پہچاننا مشکل ہے کہ ان میں سے کوئی مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ آخر ایسا کیوں نہ ہو جب دینی تعلیم کا کوئی بندوبست نہ ہو

تعلیم نسواں سے متعلق اسلام کے مقاصد:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک اہم حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سنو! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے (روزِ قیامت) اپنی اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ایک مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ سنو! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"

عورت پر شوہر اور اولاد کی ذمہ داریاں:

قرآن پاک میں نیک عورت کی ذمہ داریوں اور فرائض کا ذکر اس طرح ہوتا ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ[9]

جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں، مردوں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔"

اسی طرح سورۃ الروم آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

"اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

مندرجہ بالا دونوں آیات اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی فرمانبردار ہو اس کے مال، گھر، اولاد کی بخوبی حفاظت کرے اور گھر کو اپنے مکینوں کے لئے باعثِ آرام و سکون بنا دے۔ نبی کریم ﷺ نے قریش کی خواتین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: قریش کی نیک عورتیں بھی خوب ہیں، ان میں دو باتیں ایسی ہیں جو دوسروں میں نہیں۔ ایک تو وہ اپنے بچوں پر خوب شفقت کرتی ہیں۔ دوم اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں [10] اس لحاظ سے عورت کی تعلیم ایسی ہونی چاہئے جو اس کو صالح بیٹی، وفا شعار بہن، فرمانبردار بیوی اور باکردار و ہمدرد ماں بنا سکے۔ ابتدائی تعلیم بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ ابتدائی پانچ سال میں ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی ابتدائی تعلیم اسلامی نکتہ

[9] سورۃ النساء آیت:34

[10] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، ح:5365، الریاض، دار السلام، طبع دوم، 1999ء

نظر سے یکساں ہونی چاہئے، یعنی ہر مسلم بچے کو یہ سبق دینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس نے اپنی تمام مخلوق کے رزق کا ذمہ لے رکھا ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں، ہمیں اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا لازم ہے۔ پھر ہر مسلمان بچے کے دل میں عقیدۂ توحید، عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت اور قرآن و سنت کی اہمیت وراسخ کی جائے۔ کفر، شرک اور دہریت یا سیکولرزم کے باطل ہونے کا نقش ان کے دل میں بٹھایا جائے۔ پھر ان کو نیکی اور بھلائی کے کاموں کی پہچان کروائی جائے۔ سچائی، صفائی، وقت کی پابندی، محبت، ہمدردی اور ایثار کا سبق دیا جائے۔ افرادِ خانہ کے ساتھ مروّت سے پیش آنے کا عملی درس والدین اپنے روزمرہ معمولات سے ان کو مہیا کریں۔ پھر طہارت و پاکیزگی کے احکام، وضو کا طریقہ، نماز اور روزے کی ادائیگی، حلال و حرام کے ابتدائی حدود، والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حقوق، شائستہ لباس کے انداز اور معاشرتی زندگی کی پسندیدہ عادات واطوار ان کو اس طرح ذہن نشین کروائے جائیں کہ وہ اس ابتدائی تعلیم و تدریس کی بنا پر ستھری اور پاکیزہ اسلامی زندگی بسر کرسکیں۔ اس ابتدائی تعلیم کی بیشتر بنیاد گھر میں ہی رکھی جاتی ہے کہ ماں کی گود معصوم بچے کا اوّلین مدرسہ ہے۔ وہی اپنے گھر کی عملی مثالوں سے بچے کو کفر و شرک، گمراہ کن عقائد اور فضول رسوم ورواج سے بچانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

خواتین کے لئے الگ نصابِ تعلیم:

خواتین کیلئے ایسی تعلیم لازمی ہے جو بچوں کی پرورش، تربیت اور سیرت سازی میں معاون ثابت ہوسکے۔ لہٰذا اسکو وہ اُمور ضرور سیکھنے چاہئیں جو ساری عمر گھر میں انجام دینے ہیں مثلاً:

1. خانہ داری: میسر وسائل میں غذائیت سے بھرپور کھانا تیار کرنا۔
2. گھر کی ضرورت کے مطابق سلائی کٹائی اور بیکار چیزوں کو کارآمد بنانا، پھٹے کپڑوں کو پیوند لگا کر دوبارہ قابل استعمال بنانا۔
3. موسم کے مطابق ستر کی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے لباس تیار کرنا، پھر لباس پہننے کا سلیقہ بھی ہو، تاکہ صفائی ستھرائی سے کم قیمت لباس کو بھی دیدہ زیب بنا سکے۔
4. گھر کی صفائی ستھرائی اور آرائش میں سلیقہ اور ترتیب کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کم قیمت مگر سلیقہ سے رکھا ہوا سامان بیش قیمت، مگر بے ترتیبی سے رکھے گئے سامان کے مقابلے میں زیادہ دیدہ زیب اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ عورت کا بے سلیقہ اور پھوہڑ ہونا پورے گھر کو منتشر اور خراب کر دیتا ہے۔

5. گھر کا بجٹ تیار کرنا: اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانا تا کہ کسی سے ادھار مانگنے کی نوبت پیش نہ آئے۔ ضروری اور اہم چیزوں کو ترجیح دینا، تعیش اور سجاوٹ کی اشیا کو نظر انداز کرنا ضروری ہے۔
6. گھر کا اس طرح بندوبست کرنا کہ ہر ایک کے لئے گھر میں سکون و اطمینان میسر ہو، ہر ایک کی ضرورت وترجیحات کو سامنے رکھ کر ان کو آرام مہیا کیا جائے۔ بیمار کی تیمارداری ہو، بچوں کو پڑھانے کا بندوبست ہو۔ افرادِ خانہ باہم پیار و محبت اور حسن سلوک سے پیش آئیں کہ قرآن پاک نے گھر کی اہم صفت اس کا سکون و اطمینان ہونا ہی بتائی گئی ہے۔ لہٰذا عزیزوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کا سلیقہ بھی عورت کو سکھایا جانا چاہیئے۔
7. ابتدائی طبی امداد یا فرسٹ ایڈ اور مریضوں کی تیمارداری وغیرہ
8. بجلی کی گھریلو استعمال کی اشیا کو ٹھیک کرنے کے لئے ابتدائی واقفیت بھی ضروری ہے۔
9. عورتوں کو فوجی ٹریننگ بھی اتنی ضرور دی جانی چاہیئے کہ وہ اپنا دفاع اور تحفظ کر سکیں۔ ضرورت کے وقت ان کو پریشانی نہ اُٹھانا پڑے۔

اعلیٰ تعلیم:

مندرجہ بالا تعلیم کے علاوہ جو خواتین مزید تعلیم حاصل کرنا چاہئیں، ان کے لئے تدریس اور طب کے شعبے موجود ہیں، وہ علم و ادب کے میدان میں بہت آگے بڑھ سکتی ہیں۔ نرسنگ اور ہوم اکنامکس کے کورس حاصل کر سکتی ہیں۔ ایسے کام جو گھریلو حدود کے اندر انجام دیے جاسکتے ہوں، ان کا عورت کو علم ہونا چاہیئے۔ ان نصابات میں عورت کی نفسیات، شخصیت اور فطری فرائض کو پیش نظر رکھنا بڑا ضروری ہے مثلاً یہ کہ

I. خواتین کا منصب اور ان کے حقوق و فرائض
II. دائرہ زوجیت اور فریضہ مادریت کے بارے میں اسلامی حکمت عملی
III. عہدِ نبوی سے لیکر دورِ حاضر تک خواتین کی دینی، علمی، ادبی، ملی، رفاہی اور تعلیمی و تصنیفی سرگرمیاں
IV. ترقی نسواں اور مساواتِ مرد وزن کے نظریہ کا تنقیدی جائزہ
V. پردے کے موضوع پر عقلی تجربات اور مشاہدے کی روشنی میں دینی احکام کی حکمت اور مصلح مذاہبِ عالم اور اسلامی علوم کا تقابلی مطالعہ اور اسلام کی فوقیت و برتری، غرض قرآن و سنت کا گہرا شعور دینا اور نبی پاک کی سیرتِ طیبہ کو زندگی کا محور و مرکز بنا دینا لازمی ہے۔ ایسے ہی خواتین کے مسائل اور موضوعات پر ان کو مہارت ہونی چاہیئے۔

ملازمت:

پھر جو خواتین اپنے دائرہ کار کے اندر مناسب ملازمت کرنا چاہیں، لازمی ہے کہ وہ پردہ اور حجاب کی شرط کو ملحوظ رکھیں۔ سادگی اور وقار سے اپنے بیرونِ خانہ فرائض انجام دیں۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عورت کا بہر حال دائرہ کار اس کا گھر، اس کا شوہر، بچے اور دیگر افرادِ خانہ ہیں۔ گھر کے نقصانات کی قیمت پر بیرونِ خانہ ملازمت اسلام کے طے شدہ پروگرام کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس کی عفت و عصمت محفوظ و مامون رہے۔ اگر کبھی حیا و عفت پر کوئی گندی چھینٹ پڑ گئی تو یہ بہت بڑا نقصان ہو گا۔

مطلوبہ لائحہ عمل:

ہمارے پاس بے شک وہ وسائل نہیں مگر ہمیں یہ یقین کامل حاصل ہے کہ اقوام عالم کے عروج و زوال میں یہ بات یکساں رہی ہے کہ جب عورت اپنے صحیح مقام پر فائز ہوئی اور اس نے اپنے فطری فرائض ذمہ داری سے ادا کئے تو زندگی کے تمام شعبوں کے لئے معاشرے کو مہذب قابل اور محنتی افراد بکثرت میسر آئے پھر ان پر خوشحالی اور برکت کے باب کھلتے چلے گئے اور یہ سب کچھ تبھی ہو سکتا ہے جب ہر مرد اور ہر عورت دینی تعلیم سے آراستہ اور اس پر کاربند ہو۔ عورت کا احترام سے محروم ہونا اور بچوں کا ماں سے محروم ہونا کسی بھی معاشرہ کی نہایت ابتر حالت ہے۔ جب گھر والی گھر میں نہ رہے بلکہ کمانے کے لئے نکل کھڑی ہو تو اس سے گھر میں جو بدنظمی اور انتشار ہو گا، اس سے زندگی کی اعلیٰ قدریں قدم قدم پر پامال ہوتی ہیں اور معاشرے میں امن و سکون عنقا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورت کو اس کا صحیح احترام ملنا بھی نتیجہ ہوتا ہے؛ عورت کی صحیح دینی تعلیم اور درست انداز فکر کا۔ قرآن و سنت کی تعلیم ہمیں اس یقین کامل سے مالا مال کر رہی ہے اور تجربہ و مشاہدہ اس کی پشت پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ شریعت سکول کالج کا وسیع نیٹ ورک ہی ہمارے لئے کامیابی کی راہیں کھولے گا اور ہماری خواتین کے مسائل حل کرے گا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم اپنی مساعی کو زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلائیں۔ ایسے شریعت سکول کالج زیادہ سے زیادہ پیمانے پر وجود میں آئیں جو اسلامی تعلیم کو اپنے روزمرہ نصاب کا حصہ بنائیں۔ جن کے ماحول اسلامی ہوں، ستر و حجاب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ان کو نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی حوصلہ افزائی کی

جائے۔ پرائیویٹ ٹی وی چینل، جرائد و اخبارات اور پریس کانفرنسز میں عورت کی دینی تعلیم پر زور دیا جائے۔ زمانہ حاضر کے مقتضیات نے عورتوں کے لیے تعلیم کی توسیع اور اشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے[11]

ہمارے اساتذہ، علماء، صحافی، سیاستدان اور دیگر سب لوگ مل کر یہ تحریک برپا کریں کہ عورت کو وہ مقام اور حقوق دے دیے جائیں جو اس کو اسلام نے دیئے ہیں۔ اس غرض کے لئے مغربی نظریہ کا فریب سب پر واضح کرنا چاہئے کہ یہ عورت کے حق میں بلکہ خود معاشرے کے حق میں بھی زہر قاتل ہے۔ اس کے برعکس اسلام کا دیا ہوا نظام نہ صرف مسلمان عورت کے لئے بلکہ دنیا بھر کی غیر مسلم عورتوں کے لئے بھی بہت دلکشی اور جاذبیت رکھتا ہے اور معاشی لحاظ سے بھی یہی نظام مسلمان معاشرے کے حق میں مفید و معاون ہے۔

خلاصہ:

عورت ہر معاشرے کا اتنا ہی اہم حصہ ہے جتنا کہ مرد تب ہی ترقی یافتہ سے لے کر ترقی پذیر معاشروں تک عورت کو اپنے جائز مقام اور مردوں کے مساوی حقوق کیلئے جدوجہد کرنا پڑ رہی ہے مشرق ہو یا مغرب خواتین کا مقام وہاں کے معاشرتی اقدار اور روایات کے مطابق ہوتا ہے ترقی یافتہ دور میں دونوں ہی طرح کے معاشروں میں خواتین کے حقیقی کردار میں تبدیلی آئی ہے ساتھ مختلف شعبوں میں نمایاں نمایاں کارکردگی ادا کر رہی ہیں اس کی سب سے اہم وجہ عورتوں کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ عورت معاشرے کا اہم جز ہے جسے ہر روپ میں اسلام نے اعلیٰ مقام و مرتبہ دیا ہے۔ اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کو حقوق دیئے۔ اور ان حقوق میں ایک حق تعلیم کا بھی ہے۔ تعلیم کے حصول کے لئے خواتین کو یکساں مواقع کی فراہم ہونے چاہئیں۔ تعلیم یافتہ خواتین قومی ترقی کے فروغ میں اہم کردار کی حامل ہیں۔ یہ امر ضروری ہے کہ خواتین تعلیم حاصل کریں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ قومی ترقی کی رفتار تیز ہو کیونکہ تیز رفتار ترقی کیلئے خواتین کو اپنا موثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔

---

11 عبد المعبود، مولانا، خواتین کا فقہی انسائکلوپیڈیا، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ط:ن، ص:178